بلکہ مومنانہ قدم اٹھا کر انہیں یکلخت منسوخ کر دے۔

راقم الحروف کو اس دفعہ کئی امور پر خامہ فرسائی کی خواہش کے باوجود بعض اشغال اور عوارض کی وجہ سے دلجمعی اور یکسوئی سے لکھنے کا موقع نہ مل سکا، اس سلسلہ میں سفینۂ عرفات سے جانے والے حجاج کرام کو جس اندوہناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ پورے عالم اسلام کیلئے سنجیدہ غور و فکر کا مستحق ہے، مغربی تہذیب کی رَو میں ہم ایسے بہہ گئے کہ ہمارا دل و دماغ ہر معاملہ میں اسی ڈگر پر سوچنے لگا ہے مسبب الاسباب پر بھروسہ جاتا رہا اور اسباب کے گورکھ دھندے میں ایمان و خرد کی تمام گتھیاں الجھ کر رہ گئیں۔ اسلام امراض کی تعدیت کے نظریہ کا اس حد تک بہرحال روادار نہیں کہ چند ایک آفت رسیدہ افراد کی وجہ سے ہزار بارہ سو مسلمانوں کو بیت اللہ کی آغوش میں فریضۂ حج سے محروم کر دیا جائے۔ اس مسئلہ پر ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایک مجلس میں اپنے جو تاثرات ظاہر کئے ہیں انہیں مولانا شیر علی شاہ مدرس دار العلوم نے اپنے الفاظ میں ضبط کیا ہے جسے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

"عرفات کے بابرکت میدان میں رحمتِ کائنات محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھ سے متجاوز نفوس قدسیہ کو یہ اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام رسوم کو میں نے یہاں روند دیا ہے۔ آئندہ مسلمانوں کو صرف اسلام اور دین کی پیروی کرنا ہوگی۔ جاہلیت کے اس عقیدہ کو کہ" امراض کے اندر تعدی ہے " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے موقعہ پر اس طرح باطل قرار دیا کہ لا عدوی ولا طیرۃ[1] اگر موجودہ دور کا مسلمان اس عقیدہ پر قائم رہتا تو آج تقریباً تیرہ سو[13] زائرین حجاز تڑپ تڑپ کر حج کی سعادت سے محروم نہ رہتے۔ ان مظلوم حجاج کی بے تابانہ نگاہیں ان مقدس پہاڑوں پر پڑ رہی تھیں جس کے درمیان بیت اللہ شریف کا مقدس و نورانی بقعہ ہے، ان کے کان گذرنے والے لاکھوں حجاج کی تکبیروں کی آوازیں، لبیک کی صدائیں سن رہے تھے۔ مگر افسوس کہ حکومت کی بے بصیرتی اور تغافل نے ان بے دست و پا دور افتادہ مسلمانوں کے دیرینہ تمناؤں اور دلی خواہشات کو جدہ کے صحرا میں دفنا دیا۔ طرہ یہ کہ وہ آغوشِ حرم میں مناسک حج سے محروم کر دئے گئے۔ اس جانکاہ منظر کا احساس وہی کر سکتا ہے جسکو حرمین شریفین کی دید کا جذبہ اور تڑپ دیارِ حبیب کو کھینچ رہا ہو۔

واقرب ما یکون الشوق یوماً	اذا دنت الخیام الی الخیام

تاریخ میں یہ عظیم سانحہ رہتی دنیا تک ذمہ دار افراد کی قساوت اور شقاوت کا بدنما داغ رہے گا۔ اگر یہ

---

[1] اسلام میں امراض کی تعدی اور بدفالی وغیرہ نہیں۔

غفلت شعار حکام دسویں کی رات کو بھی ان حجاج کو عرفات پہنچا دیئے تو ان کا فریضہ ادا ہو جاتا۔ پاک و ہند میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب بھی ہندوستان کے شہروں یا قصبوں میں طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیلتی تو وہاں کے مقامی ہندو اپنے گھروں اور شہروں میں اپنے بیماروں کو چھوڑ کر دور بھاگ جاتے تھے اور مسلمان اپنے پختہ عقائد اور بلند اخلاق کی بناء پر اپنے گھروں میں رہ کر ان ہندو بیماروں کی خدمت کرتے رہتے۔ جب وہ بیمار ہندو شفایاب ہو جاتے تو بے اختیار وہ مسلمان ہو کر کہتے کہ جو مذہب زندگی کے نازک اوقات میں اپنے پیروکاروں کی ہمدردی و اعانت چھوڑ دیتا ہے، وہ موت کے بعد ہماری کیا امداد کرے گا۔ یہ عجب انصاف ہے کہ سفینۂ عرفات میں چند حاجی چیچک میں مبتلا ہوئے، اور ان کی وجہ سے تیرہ سو مشتاقانِ حج کو سعادتِ حج سے محروم کر دیا گیا۔ اوّلاً تو چاہیئے تھا کہ اسلامی عقائد کے ماتحت ان مریضوں کو بھی اجازت دے دی جاتی۔ بصورت دیگر ان کو قرنطینہ میں رکھ کر بقیہ حجاج کو مناسک حج کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔ کیا رسولِ خدا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی مریض کیساتھ کھانا نہیں کھایا ہے۔؟ اور اسی نبویؐ سنت پر عمل کرتے ہوئے فاروق اعظم حضرت عمرؓ نے مجذوم کے ساتھ ایک ہی برتن سے کھانا کھایا۔ اور فرمایا: کُلْ ثِقَۃً بِاللّٰہِ۔ اور اگر بالفرض ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ایمان بچانے کی خاطر فِرَّ مِنَ المجذوم پر عمل مقصود ہے تو پھر مریضوں کو قرنطینہ میں رکھتے نہ کہ تمام تندرستوں کو بھی حج سے محروم کر دیتے۔ اگر چیچک میں دوسروں تک متجاوز ہونے کا اندیشہ تھا، اور یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں سب لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہو جائیں، تو یہ محض وہم و گمان تھا، کیونکہ وہ باقی سب کے سب اب تک بحمداللہ چیچک سے محفوظ ہیں تو بقیہ حجاج میں سرایت و تعدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پاکستان و دیگر ممالک میں ہمیشہ چیچک وغیرہ کی بیماری رہا کرتی ہے۔ ہر گھر میں دو ایک بچّے بیمار رہتے ہیں تو پھر تمام پاکستانیوں کا قرنطینہ کرنا چاہیئے تاکہ چیچک نہ پھیلے، ایسے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ غیر مسلموں کا عقیدہ ہے۔ اسی نظریہ کی وجہ سے مسلمانوں میں مریضوں کے ساتھ ہمدردی نہ رہی تھی جس کا اثر یہاں تک پہنچا کہ اب عبادات بھی اس کے زد میں آگئیں۔

حدیث شریف میں ہے لاعدوی۔ کہ امراض میں تعدی نہیں ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے کیلئے نہ علت ہے نہ سبب، جیسا کہ ایک اعرابی نے کہا کہ ایک خارشتی اونٹ کیوجہ سے دوسرے اونٹ بھی خارشتی ہو جاتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ۔؟ پہلے کو کس نے خارشتی بنا دیا؟ جس قادر مطلق ذات نے پہلے اونٹ کو مرض

میں مبتلا کیا اس نے دوسرے کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا۔ اگر ایک مرض متجاوز ہونیکے لئے علت مان لی جائے۔ تو معلول کا وجود علت کے ساتھ لازمی ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں طاعون وغیرہ امراض پھیل جاتے ہیں تو وہاں دس فیصدی بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور نوّے فیصدی محفوظ رہتے ہیں۔ جیسے گذشتہ طاعون کی رپورٹ سے ظاہر ہے اور فرّمن المجذوم (جذامی سے بھاگ جا) کا حکم محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے دین کو محفوظ رکھنے کی خاطر ہے۔ مگر زیر بحث قضیہ میں تو تندرستوں کو حج سے روک دیا گیا اور جرم یہ بتاتے ہیں کہ ان پر بیماروں کی ہوا لگی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ مرض علت تو نہیں مگر سبب ہے، تو اس صورت میں بھی تندرست حجاج کو روکنا جائز نہیں بطور مثال آگ ہلاکت کا سبب ہے۔ یا پٹرول کو آگ لگنے سے قیامت خیز مناظر سامنے آجاتے ہیں۔ تو پھر آگ یا پٹرول، ماچس وغیرہ کو گھر میں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے پانی میں بہت سے لوگ ڈوب کر مر جاتے ہیں، یا کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ لوگ آگ یا پٹرول پانی یا کنوئیں کا قرنطینہ نہیں کرتے۔

الغرض اسلام نے ہمیں تعلیم دی کہ تمام مخلوق بالخصوص مریض سے ہمدردی سے پیش آو۔ عیادت تیمارداری کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اگر تعدی کا وہم مسلمانوں میں پھیل گیا تو پھر یہ مریضوں کے علاج و معالجہ اور خدمت سے غافل ہو جائیں گے۔ صد افسوس کہ وہم جاہلیت کا غلبہ و تسلط اتنا بڑھ گیا کہ مراکز دین کے خدّام نے بھی اسطرف توجہ نہ کی کہ اسلام نے جس چیز کو بیخ و بن سے کاٹا تھا۔ اسکی تصدیق ہم کیوں کر رہے ہیں، حالانکہ سعودی حکومت ایک وقت توحید اور اللہ پر بھروسہ کی اتنی دعویدار بنی تھی کہ شریعت کے حدود میں ہر جائز اسباب اور وسائل کے ارتکاب کو بھی شرک قرار دیتی تھی۔ مگر اب معاملہ الٹا ہو گیا، ضروری ہے کہ ان مظلوم حجاج کی حالت زار پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ان کے روکنے اور ٹیکوں کے غلط اندراج کرنے والوں کا مؤاخذہ و محاسبہ کر کے ان حجاج کو آئندہ سال کرایہ اور زر مبادلہ کی پوری سہولت مفت مہیا کیا جائے اور مکمل سہولتوں کے ساتھ فریضہ حج کی سعادت بہم پہنچائیں جبکہ حکومت نے ان کے حج کو قضا کر کے ان پر آئندہ قضا لازم کر دی ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق